فقہ و افتاء کا تاریخی ارتقاء - ایک مطالعہ

مولانا سعید خان

فقہ و افتاء، حقیقت و ماہیت اور باہمی تعلق

فقہ اسلامی قرآن وسنت کا عُصارہ و نچوڑ ہے، جو فقہائے کرام کی انتھک کوششوں اور بے پایاں محنتوں کا ثمرہ ہے، اور افتاء کا فقہ کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایک فقیہ اپنی خداداد صلاحیتوں سے کام لے کر قرآن وسنت میں غور کر کے پیش آمدہ مسائل کے احکام مستنبط کرتا ہے تو ان مسائل کے مجموعے کو ''فقہ'' کا نام دیا جاتا ہے اور جب کوئی سائل اس کے پاس آکر انہی مسائل سے متعلق دریافت کرتا ہے تو فقیہ کے اس بیانیے کو ''فتویٰ'' اور ''افتاء'' کے خوبصورت الفاظ مل جاتے ہیں، لہٰذا فقہ و افتاء یا فقہ وفتویٰ دو لازم وملزوم چیزیں ہیں۔ قرنِ اول میں فقہ کا ظہور ہوا تو افتاء کا سلسلہ بھی روزِ اول سے قائم ہوگیا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک فقیہ تھے اور امت کے اولین مفتی بھی۔

فقہ اسلامی کا آغاز وارتقاء، ترتیب وتدوین اور تہذیب وتنقیح کے مختلف مراحل گزرے ہیں، جن سے گزر کر موجودہ فقہی ذخیرہ وجود میں آیا ہے۔ علامہ خضری بک نے فقہ اسلامی کی تاریخ کو چھ ادوار میں تقسیم کیا ہے اور عہد رسالت کو پہلا دور قرار دیا ہے۔ (۱)

پہلا دور

عہد نبوی میں فقہ و افتاء

عہد نبوی میں فقہ و افتاء کا تعلق براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ سے تھا، اس دور میں اسلام کی نشو ونما ہو رہی تھی، مقاصد دینیہ پر زور تھا، ضروریاتِ زندگی محدود ہونے کی بنا پر مسائل وحوادث کا ظہور کم ہوتا تھا اور ایک سادہ معاشرے میں جو مسائل پیش آجاتے تھے تو بارگاہِ رسالت سے ان کی شرعی راہنمائی بآسانی مل جایا کرتی تھی۔ باقاعدہ تدوین فقہ ہوئی تھی نہ اس کی ضرورت تھی۔ عمومی طور پر ایمان وعمل کی پختگی اور اشاعت اسلام وجہاد فی سبیل اللہ پر توجہات مرکوز تھیں۔

اس دور میں فقہ اسلامی کے دو ہی مآخذ تھے: ۱:...قرآن کریم، ۲:...تشریحات وتعلیمات نبویہ۔

آیا جو فقہ حنفی کا ایک امتیاز ہے۔ نیز افتاء کا نظام بھی مستحکم ہوا، فقہاء کے مناہج طے ہوئے، اصول ا ^ ط وا 5 اج متعین ہوئے، جن کی بنیاد پر مختلف فقہی مذاہب وجود میں آئے۔ اور تکوینی طور پر ان میں سے چار مشہور مسالک کو قبولیت عامہ نصیب ہوئی، چنانچہ اس زمانے سے خلق خدا کی اکثریت انہی سے وابستہ ہوتی چلی آرہی ہے۔ واضح بات ہے کہ ہر امام کے مقلدین اپنے مسلک کے موافق فتویٰ حاصل کرنے کے لیے اپنے کبار فقہاء کی طرف رجوع کرتے تھے، یہی فتاویٰ ترتیب دیئے گئے تو ان سے کتب فتاویٰ کی بنیاد پڑی، جو معتبر متون وشروح کے بعد ہر فقہی مذہب میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ اجمالی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ دور سابقہ فقہاء کی خوشہ چینی اور فقہ اسلامی کی تدوین کا زمانہ تھا۔ (۸)

پانچواں دور

یہ مرحلہ چوتھی صدی کے وسط سے سلطنت عباسیہ کے زوال تک پر مشتمل ہے۔ یہ دور فقہی مذاہب میں توسع اور تقلید کے شیوع کا دور ہے، مرورِ زمانہ سے ہمتیں پست ہوئیں اور کم علمی وجہالت پر قناعت کا بازار گرم ہوا۔ اس دور میں مختلف فقہی مسالک کے مقلدین میں منا ! ہ بازی کا ایک مذاق بھی پیدا ہوا جس کے µ ومنفی اثرات پڑے، البتہ فقہی ذخیرہ میں بھی قابل قدر اضافہ ہوا، چنانچہ اسی دور میں تفریعات وتخریجات پر مشتمل کتب کا ایک کتب خانہ تیار ہوگیا۔ حنفیہ میں فقیہ ابواللیث سمرقندی، امام قدوری، ابوزید دبوسی، ابوالحسن کرخی، شمس الائمہ سرخسی، بزدوی، کاسانی، مرغینانی، صاحب ہدایہ، دیگر فقہی مذاہب کے ابن عبدالبر، ابن رشد، ابولید باجی، قاضی عیاض، امام الحرمین عبدالملک الجوینی، امام غزالی اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہم جیسے نامور اہل علم وفقہاء اسی دور کی یادگار ہیں۔ بہر کیف اس زمانے میں بھی فقہ وافتاء کا سلسلہ یوں ہی جاری وساری رہا۔ مجموعی اعتبار سے یہ فقہ کی ترتیب وتہذیب اور اختیار وترجیح کا دور ہے۔ (۹)

چھٹا دور

یہ مرحلہ سقوط بغداد سے دور حاضر پر مشتمل ہے، اس زمانے میں مجتہدانہ صلاحیتوں کے حامل اہل علم کمیاب ہوگئے، علامہ سیوطی وغیرہ جن اہل علم نے اجتہاد مطلق کا دعویٰ کیا بھی تو دیگر علماء نے اس کو تسلیم نہیں کیا۔ شروح وحواشی اور اختصار کا رDن اس دور میں زیادہ رہا ہے، نیز آخری زمانے میں تسہیل کا ایک اور رDن ابھرا ہے۔ اس زمانے میں ابن عبدالسلام، ابن حاجب، ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن ہمام، سبکی اور سیوطی جیسے رحمۃ اللہ علیہم جہابذہ اہل علم گزرے ہیں۔ اور آخری دور میں علامہ کوثری رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ جیسی عبقری ہستیاں بھی رہی ہیں۔ خلافت عثمانیہ بھی اسی طویل دور کا حصہ ہے، جس میں افتاء کا نہایت مستحکم نظام رہا ہے، شیخ الاسلام کا منصب اس کا امتیازی کارنامہ ہے، جو چیف = بھی ہوا کرتا تھا، اس دور میں افتا کا نظام کافی مرتب ومنظم شکل میں سامنے آیا، چنانچہ اہل علم نے آدابِ ا K ءوافتاء پر باقاعدہ کتابیں لکھیں اور ہر خطے میں دارالافتاؤں کا ایک سلسلہ قائم ہوا۔

اس موضوع پر محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اقتباس پیش کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا، جو طویل ضرور ہے، لیکن اس میں تاریخ افتاء کا اختصار آگیا ہے، اور ساتھ ساتھ موجودہ نیٹ ورک کا پس منظر بھی سامنے آگیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

''اسلامی حکومتوں میں جب تک اسلامی قانون جاری رہا اور اسلامی حکومتیں کسی نہ کسی حد تک خدمتِ دین کی ذمہ داری کو محسوس کرتی رہیں، اس وقت تک ایک طرف محاکمِ عدلیہ قضا کا نظام جاری رہا اور دوسری طرف علمائے امت کے ذریعہ ہر وقت افتاء کا کام ہوتا رہا، اسلامی حکومتیں دارالقضاء کی طرح دارالافتاء کی سرپرستی بھی کرتی رہیں، آج بھی ان حکومتوں میں جنہیں پوری طرح اسلامی حکومتیں کہنا مشکل ہے، قضاء وافتاء کا نظام کسی نہ کسی حد تک قائم ہے۔

متحدہ ہندوستان کے فرنگی استعمار کا شکار ہوجانے اور اس کے ظلم وجبر کے شکنجے میں جکڑ جانے کے بعد بھی بہت سی اسلامی ریاستوں میں یہ نظام کسی حد تک قائم رہا اور بھوپال، ٹونک، بہاول پور وغیرہ میں سوائے حدود کے تمام فیصلے اسلامی قانون کے مطابق ہوتے رہے۔ البتہ برٹش گورنمنٹ کے زیرنگیں علاقوں میں اسلامی قانون کو معطل کردیا گیا، محاکم عدلیہ اٹھا دیئے گئے، ان کی جگہ تاجِ برطانیہ کی وفادار عدالتیں قائم ہوئیں، اسلامی حکومتوں کے قائم کردہ دارالافتاء برباد کردیئے گئے، ان حالات میں امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے دوراندیش اکابرِ دین نے امت میں دین کے علمی وعملی اور اخلاقی واعتقادی نظام کو قائم اور باقی رکھنے کے لیے دینی ادارے قائم کیے جن سے تعلیم وتبلیغ اور درس وافتاء کے چشمے جاری ہوئے۔

یہ فقہاءِ اسلام اور حکمائے امت جنہوں نے ان کٹھن حالات میں یہ نظام قائم رکھا، صرف یہی نہیں کہ یہ حضرات علوم اسلامیہ (تفسیر وحدیث، فقہ واصول، جرح وتعدیل، قضایائے صحابہؓ وتابعین، نحو وبلاغت، صرف ولغت) کے دریائے ناپیدا کنار کے شناور ہوتے تھے، بلکہ اکابر اولیاء اللہ اور صالحین امت کے فیضِ صحبت سے تربیت یافتہ بھی ہوتے تھے، ان کے دل نورِ ایمان سے منور، ان کے دماغ فراست ایمانی سے روشن اور ان کے اخلاق واعمال امت کے لیے قابل حجت نمونہ ہوتے تھے، روزِ اوّل ہی سے ان کی تعلیم وتربیت علومِ انبیاءؑ کے مزاج کے مطابق ''خضر صفت'' اساتذہ کے انفاسِ قدسیہ اور صحبتِ مقدسہ کے ذریعہ ہوتی تھی، جس کے نتیجہ میں وہ علمی تبحر، اخلاقی بلندی اور عملی کمال کے ساتھ شریعتِ محمدیہ کی ذمہ داری کی نزاکتوں کا بھی پورا پورا احساس رکھتے تھے، انہیں یہ بات پوری طرح ملحوظ رہتی تھی کہ کل انہیں بارگاہِ خداوندی میں پیش ہونا ہے، اس لیے خدا خوفی اور فکرِ آخرت کے جذبے سے کسی کی رُو رعایت یا خوفِ ملامت کیے بغیر وہ ٹھیک ٹھیک احکام خداوندی بیان کرتے تھے۔

ظاہر ہے کہ یہ منصب صرف کتابوں کی ورق گردانی، غیر مسلم مستشرقین کی شاگردی، اعدائے اسلام کی معاشرت، ان سے محبت وتعلق اور ان کی رہنمائی سے حاصل نہیں ہوسکتا، بلکہ ان کفار اور مستشرقین کی صحبت سے رہے سہے فطری نقوش بھی مٹ جاتے ہیں، قبولِ حق کی توفیق سلب ہوجاتی ہے اور دلوں پر مہر

لگ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم ممالک کے سادہ لوح اسکالر جب مستشرقین کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے ہیں تو انہیں دیکھتے ہی ان کی زبان سے بولنے اور ان ہی کے ذہن سے سوچنے لگ جاتے ہیں، ان کے صفحۂ دماغ اور لوحِ دل پر مستشرقین اساتذہ کے کافرانہ ومعاندانہ نقوش کچھ اس طرح مرتسم ہوجاتے ہیں کہ کھلے کھلے اسلام کش نظریات کو وہ غیر شعوری طور پر ہضم کرتے چلے جاتے ہیں، تاآنکہ وہ ان کفار کی کورانہ تقلید میں اس قدر راسخ ہوجاتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کو ''روایتی اسلام'' کہہ کر پائے استحقار سے ٹھکرا دیتے ہیں۔ جب قلوب مسخ ہوجائیں، نیتیں بدل جائیں، عزائم میں فساد ابھر آئے، مزاج بگڑ جائیں، ذہن کفر کے زہر سے مسموم ہوجائیں تو صرف یہی نہیں کہ پھر ان لوگوں کے سدھرنے کی توقع باقی نہیں رہتی، بلکہ ان کا وجود، ان کا علم اور ان کا کردار امت کے لیے سراپا فتنہ بن جاتا ہے، اس وقت ان کی حالت ٹھیک وہی ہوتی ہے جو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی امت کی بیان فرمائی:

''إِنَّکَ إِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَکَ وَلَایَلِدُوْا إِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا۔'' (نوح:۲۷)

ترجمہ: اے اللہ! اگر آپ انہیں مزید مہلت دیں گے تو یہ صرف آپ کے بندوں کو بہکائیں گے اور ان کی آئندہ نسل بھی فاجر وبدکار ہی ہوگی۔ (۱۰)

وصلی اللّٰہ وسلم علی سیدنا محمد وعلی آله وصحبه اجمعین

مآخذ ومراجع

۱:......ملاحظہ فرمائیں: تاریخ التشریع الاسلامی للشیخ خضری بک، ط: دارالکتب الثقافیۃ۔

۲:......عہد نبوت میں صحابہؓ کی فقہی تربیت کے موضوع پر ہماری جامعہ کے شعبہ تخصصِ علومِ حدیث کے مشرف محقق عالم حضرت مولانا عبدالحلیم چشتی دامت برکاتہم العالیہ کا وقیع مقالہ قابل دید ہے، حال میں عربی مقالہ عمان کے اشاعتی ادارے دارالفتح سے چھپ چکا ہے۔ اردو ترجمہ بھی قسط وار ماہنامہ بینات کی زینت بڑھا رہا ہے۔ فجزاہ اللہ عن العلم واہلہ خیرا۔

۳:......ملاحظہ فرمایئے: الفکر السامی فی تاریخ الفقہ الاسلامی: ۱/۲۳۳،۲۳۴، مطبع: دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۴:......اس عنوان کے تحت اپنا حاصل مطالعہ باختصار پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

۱- فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، مولانا محمد تقی امینی، طبع: قدیمی کراچی۔

۲- الفکر السامی فی تاریخ الفقہ الاسلامی، محمد بن حسن حجوی، طبع: دارالکتب العلمیہ بیروت۔ دو ضخیم جلدوں پر مشتمل یہ کتاب تاریخ تدوین فقہ کے موضوع پر ایک شاہکار ہے، کوئی باذوق زبان دان عالم اس کے ترجمے کا بیڑا اٹھالے تو اردو داں طبقے کا بھی بھلا ہوجائے۔

۳- تاریخ تشریع اسلامی کے موضوع پر لکھی گئی، متفرق کتب۔

۵:......دیکھئے: صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، ۲/ ۷۴۵، طبع: قدیمی۔

۶:......ملاحظہ کیجئے: اعلام الموقعین، ۱/ ۱۰، ۱۱۔ تاریخ التشریع الاسلامی خضری بک۔ اصول الافتاء مفتی محمد تقی عثمانی: ۱/ ۲۲، ۲۳، طبع: مکتبہ معارف القرآن کراچی۔

۷:......اعلام الموقعین، ۱/ ۱۹، ۲۰۔ طبع: دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان

۸:......تاریخ التشریع الاسلامی۔ الفکر السامی فی تاریخ الفقہ الاسلامی وغیرہ

۹:......ایضاً

۱۰:......بصائر وعبر: ۱/ ۱۶، ۱۷، طبع: مکتبہ بینات، جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی۔

www.banuri.edu.pk